علماءِ سلف کا ذوق عبادت وتقویٰ

مولانا محمد عمران اشرف عثمانی

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنی ''میں نے جنات اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر تاکہ وہ عبادت کریں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے، اگرچہ عبادت کے انداز مختلف ہیں اور حسن نیت ہو تو دنیا کے ہر کام کو عبادت بنایا جاسکتا ہے، لیکن جو اعمال براہ راست عبادت ہیں ان کی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے ہمارے علماء سلف علمی کاموں میں مصروف ہونے کے باوجود ان اعمال وطاعات کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ ذیل میں اسلاف کے ایسے ہی کچھ واقعات قلمبند کیے گئے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ ان بابرکت بزرگوں کے واقعات کی برکت سے ہمیں بھی اپنی استطاعت کی حد تک زیادہ سے زیادہ عبادت کی ترغیب ہو اور ہماری بگڑی ہوئی زندگیاں سنور جائیں!

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ ہر روز چوتھائی قرآن تلاوت فرماتے تھے اور تہجد میں بھی تلاوت فرماتے تھے اور تمام عمر سوائے اس رات جس میں ان کی ٹانگ کسی مرض کی وجہ سے کاٹی گئی کبھی تہجد فوت نہیں ہوئی۔ (تذکرہ الحفاظ ج 1 ص 59)

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ کی آمدنی سالانہ چالیس ہزار دینار تھی، لیکن عمر بھر کبھی ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوئی، ایک دفعہ آپ کو کسی نے ایک تھال کھجوریں ہدیہ میں بھیجیں تو اس کے جواب میں آپ نے اس کو سونے سے بھر کر بھیج دیا، ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ آپ مسلکاً حنفی تھے۔ (الجواہر المضیہ للقرشی ج 1 ص 416)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث اس وقت تک نہیں لکھی جب تک اس پر عمل نہ کرلیا، تاکہ وہ میرے خلاف حجت نہ بن جائے، حتیٰ کہ مغرب کی نماز میں اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں پڑھنے پر بھی عمل کیا (ادب الاملاو الاستملاء للسمتانی ص 110)

حضرت ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی ساری عمر کوئی صغیرہ گناہ تک نہ کیا، یہی بات علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن صلاح کے حالات کے تذکرہ میں بھی لکھی ہے۔(الرسائل المنیر یہ ج۲ص۳)

حضرت مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنی اس مختصر کتاب کو لکھتے ہوئے سولہ سال کے دوران تمام فرائض ونوافل میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کتاب کے قاری اور دیکھنے والے کے حق میں برکت کی دعا کی۔(المومل لابی شامہ ص۳۵)

حضرت ہشام بن حسان فرماتے ہیں کہ ہم حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو دن میں ہنستا ہوا اور رات بھر روتا ہوا پاتے تھے۔(تہذیب الاسماء،۱اص۸۳،۸۴)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ قضا کے منصب پر فائز ہونے کے بعد دوسو رکعتیں روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ (مرآۃ الجنان للیافعی ج اص۳۸۲ابو یوسف ص۱۸۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور صبح تک نماز میں گزار دیتے تھے،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز میں گزار دیتے تھے،صرف رات کے اول حصہ میں تھوڑا سا سوتے تھے،رات کی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔(فضائل رمضان ص۳۹)

حضرت سلیم بن عتیر جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے مصر کے قاضی رہے ہیں آپ ہر رات تین مرتبہ قرآن شریف ختم فرماتے اور ان کا معمول یہ تھا کہ وہ رات کو نماز میں قرآن پاک ختم فرماتے اور گھر والوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے بعد پھر واپس تشریف لاتے اور قرآن ختم کرتے، پھر اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے پھر واپس آتے اور قرآن ختم کر کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

جب آپ کا انتقال ہوگیا تو ان کی اہلیہ نے فرمایا:

اے اللہ ان پر رحم فرمائیے! یہ اپنے رب کو بھی راضی رکھتے تھے اور گھر والوں کو بھی خوش رکھتے تھے۔(تتمہ کتاب الولاۃ ص۵۵۲ بحوالہ ارفع للحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ص۹۹)

شرح احیاء میں ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چالیس تابعین سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔حضرت شداد رحمۃ اللہ علیہ رات کو لیٹتے تھے اور تمام رات کروٹیں بدل کر صبح کر دیتے اور کہتے یا اللہ آگ کے خوف نے میری نیند اڑا دی۔حضرت اسود بن یزید رمضان میں مغرب عشاء کے درمیان صرف تھوڑی دیر سوتے تھے،اس کے بعد تمام رات جاگتے تھے۔حضرت سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ پچاس برس تک عشاء کی نماز سے فجر کی نماز پڑھی۔حضرت صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ

رات بھر نماز پڑھتے اور صبح کو یہ دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ صرف اتنی درخواست ہے کہ آگ سے بچا دیجیے۔ (فضائل رمضان ص ۳۹) حضرت بکیر بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعیم کے پاس موت کا فرشتہ آ کر یہ بتاتا ہے کہ اب میں تمہاری روح قبض کرنا چاہتا ہوں (تم جو عبادت زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہو کرلو) تو ان کے پاس اس سے زیادہ عبادت کرنے کو کچھ نہ ہوتا۔ اور آپ سال بھر احرام کی حالت میں رہتے تھے، ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے ان کو ایک تنگ و تاریک مکان میں پندرہ دن تک قید کیے رکھا، اس کے بعد یہ سوچ کر کہ اب ان کی نعش نکال کر دفن کرنا چاہیے جب کھولا تو دیکھا آپ اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، حجاج ان سے متاثر ہو کر کہنے لگا:

آپ جہاں چاہے رہیں (میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا) (تہذیب التہذیب)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رمضان شریف کی ہر رات میں قرآن کریم اس کے معانی میں تدبر اور غور وفکر کے ساتھ اور عبادت میں جد و جہد کر کے ختم فرماتے تھے۔ (تکملہ رد المختار ۱۱ص ۱۷)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ تمام رمضان تو ہر تین رات میں قرآن شریف ختم فرماتے تھے مگر عشرہ اخیرہ میں ہر رات میں ایک قرآن شریف ختم فرمایا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا اتنا مشہور ہے کہ اس سے انکار تاریخ کے اعتماد کو ہٹاتا ہے، جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ قوت کس طرح حاصل ہوئی تو انہوں نے جواب دیا: میں نے اللہ کے ناموں کے طفیل ایک مخصوص طریق پر دعا کی تھی۔ صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سوتے اور فرماتے کہ حدیث میں قیلولہ کا ارشاد ہے گویا دوپہر کو سونے میں بھی اتباع سنت کا ارادہ ہوتا تھا۔ قرآن شریف پڑھتے ہوئے اتنا روتے کہ پڑوسیوں کو ترس آنے لگتا تھا۔ اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک دن رات کی نمازوں میں ساٹھ قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ (فضائل رمضان ص ۲۹)

حضرت عبداللہ بن حون رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر اس طرح گزاری کہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے، یہی معمول ساری عمر وفات تک رہا۔ (تہذیب)

اور یہی معمول غندر رحمۃ اللہ علیہ کا بھی پچاس سال تک بیان کیا گیا ہے۔ (میزان الاعتدال)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حال نقل فرماتے ہیں کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی گڑی ہوئی ہے اور ان کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آ کر کمر پر بیٹھ جاتی تھیں، بعض مرتبہ اتنا لمبا رکوع فرماتے کہ تمام رات صبح تک رکوع ہی میں رہتے تھے، اسی طرح بعض

اوقات سجدہ اتنا لمبا ہوتا کہ پوری رات گزر جاتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں جب ان کو خنجر مارا گیا، جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہوگیا تو ہر وقت خون بہتا تھا، اور اکثر غفلت بھی ہو جاتی تھی، لیکن اس حالت میں جب بھی نماز کے لیے متنبہ کیے جاتے تو اسی حالت میں نماز ادا فرماتے تھے۔ اور فرماتے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام رات جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (ماخوذ از حکایت صحابہ)

یہ سلف کے واقعات ہیں، ان پر عمل کرنے والے بعض حضرات آج بھی موجود ہیں، اس درجہ کا مجاہدہ نہ سہی مگر اپنے زمانہ کے مطابق، اور اپنی قوت و طاقت کے موافق نمونہ سلف اب بھی موجود ہیں، جو نبی اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اقتداء اس فساد کے دور میں بھی کر رہے ہیں اور انہیں نہ تو راحت و آرام کی فکر لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی دنیاوی مشاغل ان کی راہ میں حائل ہوتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے اے ابن آدم تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرے سینہ کو غنا سے بھر دوں گا، اور تیرے فقر کو بند کر دوں گا، ورنہ تیرے سینے کو مشاغل سے بھر دوں گا، اور فقر زائل نہ ہوگا۔

روز مرہ کے مشاہدات اس بات پر شاہد ہیں، اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے، میری طرف سے اس سے لڑائی کا اعلان ہے اور کوئی شخص میرا قرب اس چیز کی بہ نسبت زیادہ حاصل نہیں کر سکتا، جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی مجھ سے سب سے زیادہ قربت اور نزدیکی فرائض کے ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے) اور نوافل کی وجہ سے بندہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں، تو پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کوئی چیز پکڑے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلے، اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے عطا کر دیتا ہوں، اور کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو پناہ دے دیتا ہوں۔

اس حدیث میں آنکھ کان بن جانے کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی کہ اس کا دیکھنا، سننا، چلنا، پھرنا سب میری خوشی کے تابع بن جاتے ہیں اور اس سے کوئی بات بھی میری مرضی کے خلاف نہیں ہوتی۔...... کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو فرائض کے بعد نوافل پر کثرت کی توفیق عطا ہو جائے اور یہ دولت نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل سے مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اور علماء اسلاف کے ان ذریں نقوش قدم پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بخشے۔ (آمین)